Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 01, January-March 2025, **PP**: 26-37
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

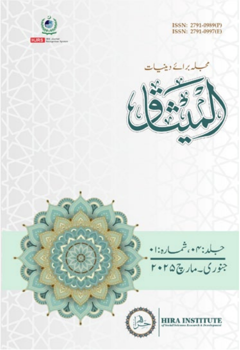

تقریری حدیث کی حجیت اور متعلقہ مباحث کا تحقیقی مطالعہ

The Authority of Tacit Approval Ḥadīth (Taqrīrī Ḥadīth) and Related Discourses: A Research Study

1. Muhammad Nadir Waseem
nadirwaseem@gmail.com
Ph.D. Scholar,
Department of Islamic Studies and Arabic,
Gomal University, Dera Ismail Khan.

2. Dr. Manzoor Ahmad
drmanzoor67@gmail.com
Assistant Professor,
Department of Islamic Studies and Arabic,
Gomal University, Dera Ismail Khan.

How to Cite: Muhammad Nadir Waseem and Dr. Manzoor Ahmad. 2025: "The Authority of Tacit Approval Ḥadīth (Taqrīrī Ḥadīth) and Related Discourses: A Research Study". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (01): 26-37.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
30-01-2025	28-02-2025	07-03-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

تقریری حدیث کی حجیت اور متعلقہ مباحث کا تحقیقی مطالعہ

The Authority of Tacit Approval Ḥadīth (Taqrīrī Ḥadīth) and Related Discourses: A Research Study

1. **Muhammad Nadir Waseem**
Ph.D. Scholar,
Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan.
nadirwaseem@gmail.com

2. **Dr. Manzoor Ahmad**
Assistant Professor,
Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan.
drmanzoor67@gmail.com

Abstract

This research article examines the authority (*Ḥujjiyyah*) of *Taqrīrī Ḥadīth* (tacit approval of the Prophet ﷺ) in Islamic jurisprudence and explores its related discussions among scholars. *Taqrīrī Ḥadīth* refers to instances where the Prophet ﷺ remained silent or expressed no objection to an action or statement made in his presence, signifying its permissibility in Islamic law. The study delves into classical and contemporary scholarly perspectives on the legal standing of such Aḥādīth, their role in deriving rulings, and their application in *Fiqh al-Mu'āmalāt* and other areas of Islamic jurisprudence. Additionally, the article critically analyzes opposing viewpoints and addresses key questions regarding implicit endorsement versus explicit statements of the Prophet ﷺ. By examining various examples from authentic *Ḥadīth* collections and scholarly interpretations, this study aims to provide a comprehensive understanding of *Taqrīrī Ḥadīth* as a source of legal authority. The findings highlight its significance in shaping Islamic legal thought while also addressing concerns regarding contextual limitations and methodological considerations.

Keywords: *Taqrīrī Ḥadīth, Authority, Tacit Approval, Islamic Law.*

تمہید

مصادرِ شریعت میں حدیث رسول اللہ ﷺ کو کتاب اللہ کے بعد اہم تشریعی مقام حاصل ہے۔حدیث رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریر کو کہتے ہیں۔افعال اور اقوال تو واضح ہیں۔سوال یہ ہے کہ تقریر یعنی جس قول یا فعل پر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے ہوں اور اس پر انکار نہ فرمایا ہو، وہ کیسے تشریعی حیثیت کا حامل ہے؟ نیز اس کی تشریعی حیثیت کس درجے کی ہے؟ اس کے قابل قبول ہونے کے لیے کیا شرائط ہیں؟ ہم ان تمام سوالات کے جواب اس بحث میں جاننے کی کوشش کریں گے۔

تقریری حدیث کا مفہوم اور حقیقت وماہیت

تقریر عربی زبان کا لفظ ہے۔یہ "ق ر ر" سے باب تفعیل کا مصدر ہے۔اسی مادہ سے اقرار کا لفظ کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

ابن فارس لکھتے ہیں:

الإقرار: ضد الجحود، وذلك أنه إذا أقر بحق فقد أقره قراره۔[1]

اقرار انکار کی ضد ہے۔جب کسی کے حق کا اقرار کر لیا تو اپنے اقرار کو پختہ کر لیا۔

صاحب تاج العروس لکھتے ہیں:

الإقرار: إثبات الشيء إما باللسان وإما بالقلب أو بهما جميعا۔[2]

اقرار، کسی چیز کو ثابت کرنا خواہ زبان کے ساتھ یا دل کے ساتھ یا دونوں کے ساتھ۔

لسان العرب میں ہے کہ حق کو تسلیم کرنا اور اس کا اعتراف کرنا اقرار کہلاتا ہے۔[3] چنانچہ یہ لفظ اسی معنی میں قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔[4]

فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میر ابھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اصطلاح میں حدیث تقریری سے مراد وہ فعل ہے جو آپ ﷺ کے سامنے کیا گیا یا وہ قول ہے جو آپ ﷺ کے سامنے کہا گیا اور آپ صلی ﷺ نے اس کا انکار نہیں فرمایا، یا خاموشی اختیار فرمائی یا تحسین فرمائی یا ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا۔ امام زرکشی فرماتے ہیں۔

وصورته أن يسكت النبي عليه السلام عن إنكار قول أو فعل قيل، أو فعل بين يديه أو في عصره، وعلم به۔[5]

تقریری حدیث کی صورت یہ ہے کہ نبی ﷺ کسی قول کے انکار سے خاموش رہے ہوں جو آپ کے سامنے کہا گیا یا فعل کے انکار پر خاموش رہے ہوں جس کی آپ کو خبر دی گئی، یا آپ کے سامنے کیا گیا، یا آپ کے دور میں کیا گیا اور آپ ﷺ کو اس کا علم تھا۔

ابن حزم کی کی گئی تعریف کا حاصل یہ ہے کہ وہ کام جسے نبی کریم ﷺ نے ہوتے ہوئے دیکھا یا آپ کو اس کی خبر دی گئی یا اس کام کے بارے میں آپ نے سنا تو اس سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی اس کا حکم دیا، حدیثِ تقریر کہلاتا ہے۔[6] امام جصاص اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

تركه أي النبيﷺ النكيرعلى فاعل يراه يفعل فعلًاعلى وجهٍ فيكون ترك النكيرعليه بمنزلةالقول منه۔[7]

نبی ﷺ کا کسی فاعل کو کوئی کام کرتے ہوئے دیکھ کر منع کو ترک کرنا پس آپ کا منع کو ترک کرنا آپ کے قول کے منزلہ میں ہے۔

معلوم ہوا کہ کسی صحابی کے قول یا فعل پر باوجود علم آپ ﷺ کا سکوت تقریری حدیث ہے۔ آپ ﷺ کی خاموشی رضا اور اقرار کی علامت اور اس فعل یا قول کے جواز کی دلیل ہے کیونکہ کسی امر منکر پر آپ ﷺ کا سکوت منصب رسالت کے خلاف ہے۔

تقریری حدیث کے ارکان

تقریری حدیث کے تین ارکان ہیں:

1. وہ کسی صحابی کا قول یا فعل ہو۔
2. یہ قول یا فعل نبی کریم ﷺ کے علم میں ہو۔
3. نبی کریم ﷺ نے اس قول یا فعل پر اپنے ارشاد سے، یا خاموش رہ کر، یا اظہار مسرت کے ساتھ موافقت فرمائی ہو۔[8]

تقریری حدیث کی مختلف اقسام

اول: قول کے ذریعے تائید فرمانا

صحیح مسلم میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كان النبي ﷺيدخل بيت أم سليم فينام على فراشها. وليست فيه. قال: فجاء ذات يوم فنام على فراشها. فأتيت فقيل لها: هذا النبي ﷺ نام في بيتك، على فراشك. قال فجاءت وقد عرق، واستنقع عرقه على قطعة أديم، على الفراش. ففتحت عتيدتها فجعلت تنشف ذلك العرق فتعصره في قواريرها. ففزع النبي ﷺ فقال "ما تصنعين؟ يا أم سليم! "فقالت: يا رسول الله! نرجو بركته لصبياننا. قال "أصبت".[9]

نبی ﷺ ام سلیم کے حجرہ میں داخل ہوتے اور ان کے بستر پر سو جاتے وہ اس میں نہیں ہوتی تھیں۔ فرمایا: ایک دن آپ ﷺ ان کے بستر پر تشریف لائے۔ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر تھا۔ ان سے کہا گیا: حضور ﷺ آپ کے حجرہ میں آپ کے بستر میں سوگئے ہیں۔ یہ سن کر وہ گھر آئیں تو دیکھا آپ ﷺ آرام فرمارہے ہیں اور جسم پسینے میں شرابور ہے اور وہ پسینہ مبارک چمڑے کے بستر پر جمع ہوگیا ہے۔ اُمِّ سُلیم نے اپنی خوشبو کی بوتل کھولی اور پسینہ مبارک پونچھ پونچھ کر بوتل میں جمع کرنے لگیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ اچانک اُٹھ بیٹھے اور فرمایا: اے اُمِّ سُلیم! کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اس (پسینہ مبارک) سے اپنے بچوں کے لئے برکت حاصل کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تونے ٹھیک کیا ہے۔

ابن حجر عسقلانی مذکورہ مفہوم کی حامل روایات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان روایات سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے فعل کے درست ہونے پر مطلع تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے قول کہ وہ خوشبو کی خاطر اسے جمع کر رہی تھیں اور اس قول کہ برکت کے لیے جمع کر رہی تھیں میں کوئی منافات نہیں کیونکہ وہ ان دونوں مقاصد کی خاطر ایسا کر رہی تھیں۔[10]

دوم: عمل کے ذریعے تائید فرمانا

اس کی مثال سہل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

خرج النبيﷺيصلح بين بني عمرو بن عوف، وحانت الصلاة، فجاء بلال أبا بكر رضي الله عنهما فقال:حبس النبي ﷺ،فتؤم الناس؟ قال: نعم،إن شئتم،فأقام بلال الصلاة،فتقدم أبوبكر رضي الله عنه فصلى،فجاءالنبي ﷺيمشي في الصفوف يشقها شقا، حتى قام في الصف الأول، فأخذ الناس بالتصفيح قال سهل: هل تدرون ما التصفيح؟ هو التصفيق، وكان أبو بكر رضي الله عنه لا يلتفت في صلاته، فلما أكثروا التفت، فإذا النبي ﷺفي الصف، فأشار إليه مكانك، فرفع أبو بكر يديه، فحمد الله، ثم رجع القهقرى وراءه، وتقدم النبي ﷺفصلى۔[11]

نبی کریم ﷺ عمرو بن عوف کے درمیان صلح کروانے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ اسی اثناء میں نماز کا وقت ہوگیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی نبی ﷺ تو مشغول ہوگئے۔ کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟ فرمایا: ہاں، اگر تم چاہو، پس سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر پڑھی پس ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر نماز پڑھانے لگے۔ اسی دوران نبی ﷺ صفوں کو چیرتے ہوئے تشریف لائے یہاں تک کہ پہلی صف تک پہنچ گئے۔ لوگ تالیاں بجانے لگے۔ سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ تصفیح کیا ہے؟ وہ تصفیق ہے۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے یہ عمل جاری رکھا تو متوجہ ہوئے تو نبی کریم ﷺ صف میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اللہ کی حمد بیان کی پھر آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے کھسکنا شروع ہوگئے۔ نبی

کریم ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دوران نماز نمازیوں کی تصفیق پر متوجہ ہونا، اپنے ہاتھوں کو اٹھانا، اللہ کی حمد کرنا، پیچھے کو ہٹنا کہ نبی کریم ﷺ آگے بڑھ جائیں اور نمازیوں کا تصفیق کرنا، یہ سب کچھ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ہوا۔ آپ ﷺ نے ان کے اس عمل پر انکار نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ خود ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ گئے۔ پس یہ آپ ﷺ کی طرف سے اقرار ہے۔

سوم: تعریف کر کے تائید فرمانا

عن عائشة،أن النبيﷺبعث رجلاعلى سرية،وكان يقرألأصحابه في صلاته فيختم ب"قل هو الله أحد".فلمارجعواذكرواذلك للنبيﷺفقال: "سلوه لأي شيء يصنع ذلك؟ "فسألوه،فقال:لأنها صفةالرحمن،وأناأحب أن أقرأ بها، فقال النبي ﷺ:"أخبروه أن الله يحبه".[12]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو ایک سریہ پر امیر مقرر کر کے بھیجا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو اس میں " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ " پر اختتام فرماتے۔ جب وہ لوٹے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ پس انہوں نے اس سے پوچھا۔ تو اس نے کہا: کیونکہ اس میں اللہ کی صفت ہے، اس لیے میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے خبر دے دو کہ بے شک اللہ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کو اپنے امیر کے بارے بتایا اور نبی ﷺ نے یہ فرمایا کہ اس سے پوچھو ایسا کیوں کرتا ہے؟ جب یہ بتایا گیا کہ وہ کہتا ہے یہ صفۃ الرحمن ہے۔ اس پر نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ اسے خبر دے اللہ تعالی بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔ یہ اس فعل کی جزاء کے طور پر تھا۔ اس حدیث میں اس کے سورہ اخلاص پڑھنے اور اسے صفۃ الرحمن قرار دینے پر آپ ﷺ کی طرف سے تعریف کیے جانے میں اس عمل پر اقرار موجود ہے۔

چہارم: خاموش رہ کر تائید فرمانا

عن ابن عمررضي الله عنهماقال:قال النبيﷺيوم الأحزاب:"لايصلين أحدالعصرإلافي بني قريظة"،فأدرك بعضهم العصر في الطريق، فقال بعضهم: لا نصلي حتى نأتيها، وقال بعضهم: بل نصلي، لم يرد منا ذلك، فذكر ذلك للنبي ﷺ، فلم يعنف واحدا منهم.[13]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ احزاب کے دن فرمایا: تم میں سے کوئی نماز عصر نہ پڑھے یہاں تک کہ بنو قریظہ پہنچ جائے۔ راستے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ اب بعض نے کہا کہ ہم وہاں پہنچ کر ہی نماز پڑھیں گے۔ دوسروں نے کہا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی تو آپ ﷺ نے کسی سے ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کے پاس دونوں گروہوں یعنی اپنے وقت پر نماز پڑھنے والوں اور اسے اپنے وقت سے موخر کرنے والوں کی خبر پہنچنا اور کسی پر ناراضی کا اظہار نہ فرمانا دراصل خاموش رہ کر دونوں گروہوں کے عمل کے صحیح ہونے کی تائید فرمانا تھا۔

پنجم: مسکرا کر تائید فرمانا

عن أبي سعيد الخدري قال: نزلنا منزلا، فأتتنا امرأة فقالت: إن سيد الحي سليم، لدغ، فهل فيكم من راق؟فقام معهارجل مناماكنانظنه يحسن رقية،فرقاه بفاتحة الكتاب فبرأ، فأعطوه غنما وسقونا لبنا، فقلنا: أكنت تحسن رقية؟ فقال: ما رقيته إلا بفاتحة الكتاب! قال: فقلت: لا تحركوها

حتى نأتي النبي ﷺ، فأتينا النبي ﷺفذكرنا ذلك له، فقال: ما كان يدريه أنها رقية؟ اقسموا، واضربوا لي بسهم معكم۔[14]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند اصحاب النبی در حالت سفر عرب کے ایک قبیلہ پر گزرے۔ قبیلہ والوں نے ان کی ضیافت نہیں کی کچھ دیر بعد اس قبیلہ کے سردار کو بچھونے کاٹ لیا، اب قبیلہ والوں نے ان صحابہ سے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس کوئی دوایا کوئی دم کرنے والا ہے۔ صحابہ نے کہا کہ تم لوگوں نے ہماری ضیافت نہیں کی اور اب ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے جب تک تم ہمارے لیے اس کی مزدوری نہ مقرر کردو۔ چنانچہ ان لوگوں نے چند بکریاں منظور کر لیں۔ پھر ابو سعید خدری سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے اور اس پر دم کرنے میں منہ کا تھوک بھی اس جگہ پر ڈالنے لگے۔ اس سے وہ ٹھیک ہو گیا۔ چنانچہ قبیلہ والے بکریاں لے کر آئے لیکن صحابہ نے کہا کہ جب تک ہم نبی کریم ﷺ سے نہ پوچھ لیں یہ بکریاں نہیں لے سکتے پھر جب نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ سورۃ فاتحہ سے دم بھی کیا جا سکتا ہے، ان بکریوں کو لے لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگاؤ۔

ششم: کسی صحابی کا یہ کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے

عن قتادة قال سمعت أنسا يقول: كان أصحاب رسول الله ﷺينامون. ثم يصلون ولا يتوضؤون. قال قلت: سمعته من أنس؟ قال: إي. والله![15]

قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی نماز کے انتظار میں سو جاتے تھے۔ پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا تم نے انس رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی ہے؟ فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم!

اس حدیث میں ذکر ہے کہ صحابہ کرام نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوتے حتیٰ کہ ان کے سر جھولنے لگتے پھر وہ بغیر وضو کیے نماز پڑھتے۔ نبی ﷺ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس پر انکار فرماتے اور نہ ہی انہیں اعادہ کرنے کا حکم دیتے۔ اس میں بظاہر اقرار موجود ہے کہ کیونکہ اگر یہ درست نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس سے منع فرما دیتے حالانکہ اس وقت وحی بھی نازل ہو رہی تھی۔[16]

تقریری حدیث کی اہمیت

اللہ تعالیٰ حاکم مطلق اور شارع اول ہے۔ اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اللہ تعالی کے حکم پر عمل کرنا قطعاً واجب ہے۔ جس طرح قرآن شریعت اسلامیہ کا مصدر اول ہے اسی طرح سنت نبویہ شریعت کا مصدر ثانی ہے۔ یہ بھی دین میں مستقل حجت اور دلیل ہے۔ قرآن کے بعد تحلیل و تحریم میں بھی مستقل ہے۔ حدیث معاذ بھی یہی واضح کرتی ہے کہ کتاب اللہ کے بعد سنت نبویہ راہ ہدایت پر گامزن کرتی ہے۔ رسول خدا کی حیثیت شارع کی ہے۔ آپ ﷺ نے امت کی ہدایت کے لیے جو کچھ بیان فرمایا وہ وحی کے عین مطابق ہے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔[17]

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

اسی لیے آپ ﷺ کے ہر امر کو بجالانے اور ہر نہی سے رک جانے کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔[18]

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

جب رسول خدا کی حیثیت ایک مستقل شارع کی ہے تو لازمی سی بات ہے کہ جس کام کا آپ حکم دیں وہ حجت شرعی ہو، جو فعل خود سرانجام دیں وہ ہدایت ہو۔ اور یہ بھی لازمی ہے کہ آپ کے سامنے جو کام بھی ہو یا جس کی آپ کا خبر ملے پھر آپ اس پر خاموش رہیں تو وہ شریعت کے عین مطابق ہو۔ اگر آپ ایسے فعل پر خاموش رہیں جو منشائے الٰہی کے خلاف ہو تو یہ عصمت نبوت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس امت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

كُنْتُمْ خَيرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔[19]

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو چاہیے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ دل میں برا جانے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔[20] یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ جو چیز امت پر واجب ہو، نبی کریم ﷺ اسے سر انجام نہ دیں۔ لہذا یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ کے سامنے کوئی غلط کام ہو، آپ ﷺ اس سے منع نہ فرمائیں اور اس پر خاموش رہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعثت نبوی کے وقت سرزمین عرب میں بہت سی عادات اور رسم و رواج مروج تھے۔ ان میں سے جو چیز خلاف شریعت تھی آپ ﷺ نے اس کی ممانعت فرمادی اور جو چیز قابل اصلاح تھی اس کی اصلاح فرمادی۔ جس چیز میں اصلاح کی گنجائش نہ تھی اس کو اپنی حالت پر ہی رہنے دیا یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام ان امور کو نبی کریم ﷺ کے سامنے کرتے رہے اور آپ ﷺ انہیں منع نہیں کرتے۔ ان امور کو حدیث تقریری کہتے ہیں۔ تقریری حدیث کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے امام ابن القیم فرماتے ہیں:

وأما نقل التقرير فكنقلهم إقراره لهم على تلقيح النخل، وعلى تجاراتهم التي كانوا يتجرونها، وهي على ثلاثة أنواع: تجارة الضرب في الأرض، وتجارة الإدارة، وتجارة السلم فلم ينكر عليهم منها تجارة واحدة،وإنماحرم عليهم فيها الربا الصريح ووسائله المفضية إليه أو التوسل بتلك المتاجر إلى الحرام كبيع السلاح لمن يقاتل به المسلم وبيع العصير...... وذكر أيام الجاهلية والمسابقة على الأقدام۔[21]

حضور ﷺ نے کھجور کا پیوند برقرار رکھا، تینوں قسم کی تجارتیں برقرار رکھیں، زمین میں چل پھر کر تجارت، ادارہ کی تجارت، ادھار کی تجارت، ان میں سے کسی تجارت پر آپ ﷺ نے انکار نہیں فرمایا۔ ہاں، سود کو منع فرمایا جو وسائل سودی ہوں، جو چیزیں سود تک پہنچانے والی ہوں، ان سب سے روک دیا، جو تجارت کسی حرام کام کا ذریعہ بنتی ہو، اس سے روک دیا۔ مثلاً اس کے ہتھیار بیچنا جو مسلمانوں سے برسرپیکار ہو، شیرہ اس کے ہاتھ بیچنا جو اس سے شراب بنائے، ریشم ان مسلمان مردوں کے ہاتھ بیچنا جو اسے اپنے پہننے کے لیے لے رہے ہوں، غرض گناہ اور زیادتی کے کاموں پر کسی کی مدد جس تجارت سے ہو، اس سے منع فرمادیا۔ لوگوں کی مختلف قسم کی صنعتوں، کاروبار، سلائی کڑھائی، دستکاری، کاشتکاری وغیرہ کو بھی آپ ﷺ نے برقرار رکھا اور ان کے لیے ملاوٹ اور ان چیزوں کو جو حرام کی طرف جانے کا ذریعہ بنیں، انہیں حرام ٹھہرایا۔ اسی طرح مباح اشعار کہنا، زمانہ جاہلیت کے قصوں کا ذکر اور مقابلہ دوڑ جیسے کاموں کو برقرار رکھا گیا۔

تقریری حدیث کی حجیت

نبی کریم ﷺ کا اقرار ایک معتبر حجت ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ شرعی معاملات کے بارے کوئی کام آپ ﷺ کے

سامنے ہو اور آپ ﷺ اس سے منع نہ فرمائیں۔ اگر ایک غیر شرعی کام آپ ﷺ کے سامنے ہو اور آپ ﷺ اس پر خاموش رہیں تو یہ عصمت نبوت کے خلاف ہے۔ رقیہ بنت نصر اللہ نیاز نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

أن من خصائص الرسولﷺوجوب إنكارالمنكر،لايسقط عنه بالخوف على نفسه لقوله تعالى: وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔[22]

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ منکر چیز سے منع فرما دیتے۔ اس حوالے سے آپ ﷺ کو کسی خوف کی پروا نہیں تھی۔ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: اللہ تعالی آپ کی لوگوں سے حفاظت فرمائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے "باب من رای ترك النكير من النبي ﷺحجة لا من غير الرسول۔"[23] آپ ﷺ کے سامنے جب بھی کسی نے برائی یا حرام کام کا ارتکاب کیا اس کے متعلق وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا گیا۔ چنانچہ اسی حوالے سے ابن صلاح کے کلام کا حاصل ہے کہ کسی صحابی کا نبی کریم ﷺ کے عہد کی طرف نسبت کیے بغیر یوں فرمانا کہ ہم ایسا کرتے تھے یا یوں کہتے تھے تو یہ حدیث موقوف میں شمار ہوگا، جبکہ صحابہ کا یوں فرمانا کہ ہم عہد نبوی میں ایسا کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے تو ابو عبد اللہ ابن البیع الحافظ اور دوسرے محدثین کے ہاں یہ مرفوع کے حکم میں ہوگی کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس پر مطلع تھے اور آپ ﷺ نے اسے برقرار رکھا۔ آپ ﷺ کی رضامندی سنن مرفوعہ کی ہی ایک شکل ہے۔[24] اسی طرح امام زرکشی کا کہنا بھی یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کسی کام پر جو آپ ﷺ کے سامنے ہوا ہو اس پر خاموش رہنا اور منع نہ فرمانا جواز کی دلیل ہے۔

سنت تقریری کے قابل حجت ہونے کے لیے شرائط

تقریری حدیث کے حجت ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی خاموشی اور عدم انکار کے ساتھ ساتھ چند شرائط بھی پائی جائیں۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں:

1. نبی ﷺ کو اس فعل یا قول کی اطلاع ہو، خواہ وہ آپ کے سامنے ہوا ہو، یا آپ کے دور مبارک میں، آپ کو اطلاع سامع کے ذریعے ہوئی ہو یا آپ نے براہ راست مشاہدہ فرمایا ہو، یا پھر یہ بات عقل سے بعید ہو کہ آپ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی ہو۔[25]
2. اس فعل پر انکار کی قدرت بھی ہو۔
3. جس فعل پر خاموشی اختیار کی ہو، اس کی حرمت پہلے بیان نہ ہوئی ہو۔[26]
4. جس فعل پر خاموشی اختیار کی ہو وہ کسی کافر سے صادر نہ ہوا ہو۔[27]

ذخیرہ احادیث سے تقریری حدیث کی چند امثلہ

- غزوہ ذات السلاسل کی ایک ٹھنڈی رات عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو احتلام ہو گیا، وہ فرماتے ہیں کہ (مجھے یہ ڈر لگا کہ اگر میں نے غسل کر لیا تو مر جاؤں گا، چنانچہ انہوں نے تیمم کر کے لوگوں کو نماز فجر پڑھائی، تو لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اے عمرو! تم نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی؟ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو غسل نہ کرنے کی وجہ بتائی اور عرض کیا: میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا کہ تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بیشک اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنسے اور آپ نے کچھ نہیں کہا۔[28]

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کے اس عمل پر مسکرا کر گویا یہ پیغام دیا کہ تمہارا ایسا کرنا درست ہے۔ اگر ان کا یہ عمل

خلافِ شریعت ہوتا تو آپ ﷺ شارع کی حیثیت سے ان کو اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو ضرور اعادہ کا حکم فرماتے۔

- عن أبي بكرة، أنه انتهى إلى النبي ﷺ وهو راكع فركع قبل أن يصل إلى الصف، فذكر ذلك للنبي ﷺ فقال: "زادك الله حرصا ولا تعد.[29]

ابو بکرۃ سے روایت ہے کہ وہ نماز کے لیے پہنچے تو نبی ﷺ رکوع میں تھے۔ پس انہوں نے جماعت میں ملنے سے پہلے رکوع کیا۔ پھر یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی آپ کی حرص میں اضافہ فرمائے، آئندہ ایسا نہ کرو۔ اس حدیث کی شرح میں امام خطابی کے کلام کا حاصل ہے کہ اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ کہ منفرد کی نماز صف کے پیچھے جائز ہے۔ کیونکہ اگر نماز کا جزو منفرد کی صورت میں جائز ہے تو مکمل بھی جائز ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان کہ اسے نہ لوٹا یہ مستقبل کے لیے بطور ارشاد و نصیحت تھا کہ افضل کو اختیار کر، اگر یہ سرے سے ہی جائز نہ ہوتی تو ضرور اعادہ کا حکم فرماتے۔[30]

- صحیح بخاری کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد میں چند حبشی نوجوانوں کو جنگی مشق کرتے ہوئے دیکھا اور اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔[31]
- آپ ﷺ نے عید کے روز چند بچیوں کو جنگی اشعار گاتے ہوئے سنا تو اس پر بھی خاموشی اختیار فرمائی[32]۔

مندرجہ بالا دو تقریری حدیثوں سے امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے چودہ احکام شرعی اخذ کیے ہیں جن میں جنگی مہارت پیدا کرنے کے لیے ہتھیاروں کے ساتھ کھیلنے کا جواز، ہتھیار بنانے کا جواز، ایام عید میں اپنے عیال پر خرچ کرنے میں وسعت کا جواز، عیدین کے موقع پر خوشی کے اظہار کا جواز، آدمی کا اپنی بیٹی کے ہاں جانے کا جواز جب وہ اپنے شوہر کے پاس ہو، باپ کا اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کے سامنے تادیب کا جواز، تلمیذ کا اپنے شیخ کے سامنے منکر امور کو دور کرنے کا جواز، عورت کا اپنے شوہر یا غیر محرم کے پیچھے چھپ کر پردہ کرنے کا جواز وغیرہ شامل ہیں۔[33]

- عن مصعب بن سعد عن أبيه. قال: مرضت فأرسلت إلى النبي ﷺ. فقلت: دعني أقسم مالي حيث شئت. فأبى. قلت: فالنصف؟ فأبى. قلت: فالثلث؟ قال: فسكت بعد الثلث. قال: فكان، بعد، الثلث جائزا۔[34]

مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں بیمار ہوا۔ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیغام بھجوایا۔ میں نے کہا مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں اپنا مال جیسے چاہوں تقسیم کروں۔ پس آپ ﷺ نے انکار فرمایا۔ میں نے عرض کی: پھر نصف کی اجازت عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اس پر بھی انکار فرمایا۔ میں نے عرض کی: پھر تہائی کی اجازت عطا فرمائیں۔ فرماتے ہیں کہ تہائی کے بعد نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ فرماتے ہیں کہ گویا تہائی کے بعد جائز تھا۔

- عن الربيع بنت معوذ قالت: دخل علي النبي ﷺ غداة بني علي، فجلس على فراشي كمجلسك مني، وجويريات يضربن بالدف، يندبن من قتل من آبائهن يوم بدر، حتى قالت جارية: وفينا نبي يعلم ما في غد، فقال النبي ﷺ: لا تقولي هكذا، وقولي ما كنت تقولين۔[35]

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں جس رات میری شادی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ اس کی صبح کو میرے یہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے، جیسے اب تم یہاں میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ چند بچیاں دف بجا رہی تھیں اور وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جن میں ان کے ان خاندان والوں کا ذکر تھا جو بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔ انہیں میں ایک لڑکی نے یہ مصرع بھی پڑھا کہ "ہم میں نبی ﷺ ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا: یہ نہ پڑھو، بلکہ جو پہلے پڑھ رہی تھیں وہی پڑھو۔

ابن بطال اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں اس میں کسی عالم یا امام کے شادی کی تقریب میں جانے کا جواز موجود ہے اگرچہ وہاں

لہو ولعب ہو لیکن وہ مباح سے زائد نہ ہو۔[36]

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں ہلاک ہو گیا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا وجہ ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے حالت روزہ میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تیرے پاس کوئی غلام ہے جسے تو آزاد کر سکے؟ اس نے عرض کیا نہیں، پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے اس کا جواب بھی انکار میں دیا، راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر گئے، ہم بھی اسی حالت میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بڑا تھیلا (عرق نامی) پیش کیا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور صدقہ کر دو، اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا میں اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ اللہ کی قسم! ان دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی بھی گھر میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں ہے، اس پر نبی کریم ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ کے آگے کے دانت دیکھے جا سکتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا جاؤ اور اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔[37]

ابن بطال اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں امام بخاری نے تنگدست کے اپنے اہل خانہ پر نفقہ خرچ کرنے کے اثبات اور اسکے وجوب کو بیان کرنا چاہا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے اہل خانہ کو کھلانا مباح قرار دیا۔ یہ عمل (اہل خانہ کو کھلانا) کفارہ سے زیادہ لازم ہے۔[38]

نتائج بحث

اس مقالے سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

- تقریری حدیث، وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے صحابہ کرام میں سے کسی کا کوئی عمل یا فعل ہوا ہو یا آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی ہو اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو۔
- رسول اللہ ﷺ کا کسی کی بات یا عمل پر خاموشی اختیار فرمانا اس چیز کے جائز اور مباح ہونے کی دلیل ہے۔
- تقریری حدیث، حدیث کی ایک مستقل قسم ہے۔
- تمام صحابہ کرام کے نزدیک تقریری حدیث حجت شرعیہ تھی۔
- تمام علماء، محدثین، اصولیین وفقہاء چند شرائط کے ساتھ تقریری حدیث کی حجیت کے قائل ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

1 احمد بن فارس، **معجم مقاييس اللغة**، (بیروت: دار الفکر، 1979ء)، 5/8۔

2 مرتضیٰ الزبیدی، محمد بن محمد، **تاج العروس**، (قاهرة: دار الهداية، سن ندارد)، 13/396۔

3 ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، (بیروت: دار صادر، 1414ھ)، 5/88۔

4 سورۃ آل عمران 3:81۔

5 الزرکشی، بدرالدین محمد بن عبد اللہ، **البحر المحیط فی اصول الفقه**، (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1994ء)، 4/56۔

6 ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد، **الاحکام فی اصول الاحکام**، (بیروت: دار الآفاق الجدیدة، سن ندارد)، 4/56۔

7 الرازی، احمد بن علی، **الفصول فی الاصول**، (کویت: وزارة الاوقاف الکویتیة، 1994ء)، 3/235۔

8 امام زرکشی نے ابن سمعانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب صحابی یہ کہے کہ وہ ایسا کیا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کے دور کی طرف نسبت کرے اور وہ عمل پوشیدہ بھی نہ ہو تو اس پر آپ ﷺ کی رضامندی کا اطلاق ہوگا اور ہمارے لیے تشریعی حیثیت کا حامل ہوگا۔ دیکھیے: الزرکشی، **البحر المحيط في أصول الفقه**، 6/307۔

9 مسلم، ابن الحجاج القشیری، **صحیح مسلم**، (ریاض: دار السلام، 2014ء)، كتاب الإيمان، باب طيب عرق النبيﷺ والتبرك به، رقم الحدیث: 2331۔

10 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **فتح الباري**، (مصر: المکتبة السلفیة، 1390ھ)، 11/73۔

11 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحيح**، (دمشق: دار ابن کثیر، 1409ھ)، أبواب العمل في الصلاة، باب ما يجوزمن التسبيح والحمد في الصلاة للرجال، رقم الحدیث: 1143۔

12 البخاری، **الجامع الصحيح**، كتاب التوحيد، باب ماجاءفي دعاء النبي ﷺ أمته إلى توحيد الله تبارك وتعالى، رقم الحدیث: 7370۔

13 البخاری، **الجامع الصحيح**، باب مرجع النبيﷺ من الأحزاب ومخرجه إلى بني قريظة ومحاصرته إياهم، رقم الحدیث: 4109۔

14 مسلم، **صحيح مسلم**، كتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، رقم الحدیث: 2201۔

15 ایضاً، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، رقم الحدیث: 78۔

16 ابن قیم نے انواع سنن کے باب میں اسے تقریر کی صورتوں میں ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تقریر میں سے یہ بھی ہے کہ ان کا وضو پر باقی رہنا حالانکہ نماز کے انتظار میں ان کے سر جھولنے لگتے لیکن آپ ﷺ ان کو نماز دہرانے کا حکم نہیں دیتے تھے۔ اس بات کا احتمال کہ آپ ﷺ کو اس بات کا علم نہ تھا تو یہ خیال مردود ہے کیونکہ اللہ تعالی کو تو اس کا علم تھا۔ اور یہ کہ ایک قوم جو اللہ اور اس کے رسول کو جاننے میں اعرف تھی وہ اس کی خبر رسول ﷺ کو نہ دیتی۔ اور یہ بھی کہ اس طرح کے افعال کا رسول اللہ ﷺ سے مخفی رہنا حالانکہ آپ ﷺ خارج نماز میں ان کا مشاہدہ فرماتے تھے، یہ ممتنع ہے۔ دیکھیے: ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، **اعلام الموقعین**، (بیروت: دار ابن حزم، 1408ھ)، 3/362۔

17 سورۃ النجم 53:3۔

18 سورۃ الحشر 59:7۔

19 سورۃ آل عمران 3:110۔

20 مسلم، **صحيح مسلم**، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، رقم الحدیث: 49۔

21 ابن قیم الجوزیہ، **اعلام الموقعین**، 2/279۔

22 سورۃ المائدۃ 5:67۔

23 البخاری، **الجامع الصحيح**، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من رأى ترك النكيرمن النبيﷺ حجة، لامن غير الرسول، 2/1172۔

24 ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن، **معرفة أنواع علوم الحديث**، (دمشق: دار الفکر، 1986ء) ص 48۔

25 الجیزانی، محمد بن حسین، **معالم أصول الفقه عند أهل السنة والجماعة**، (قاہرۃ: دار ابن الجوزی، 1427ھ)، ص 133۔

26 المقدسی، **أصول الفقه**، 1/35۔

27 ایضاً۔

28 ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **السنن**، (ریاض: دارالسلام، 2015ء)، كتاب الطهارة، باب إذاخاف الجنب البردأن يتيمم، رقم الحدیث: 334۔

29 البخاری، **الجامع الصحیح**، كتاب صفة الصلاة، باب إذا ركع دون الصف، رقم الحدیث: 750۔

30 الخطابی، ابو سلیمان احمد بن محمد، **معالم السنن**، (حلب: المطبعۃ العلمیۃ، 1932ء)، 1/186۔

31 البخاری، **الجامع الصحیح**، أبواب العيدين، باب إذافاته العيديصلي ركعتين، رقم الحدیث: 988۔

32 ایضاً، رقم الحدیث: 987۔

33 العینی، ابو محمد محمود بن احمد، **عمدة القاري شرح صحيح البخاري**، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1999ء)، 6/271۔

34 مسلم، **صحيح مسلم**، كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث، رقم الحدیث: 1628۔

35 البخاری، **الجامع الصحیح**، كتاب المغازي، باب شهود الملائكة بدرا، رقم الحدیث: 3779۔

36 ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، **شرح صحيح البخاري**، (ریاض: مکتبۃ الرشد، 2003ء)، 7/263۔

37 البخاری، **الجامع الصحیح**، كتاب الصوم، باب: إذا جامع في رمضان، ولم يكن له شيء، فتصدق عليه فليكفر، رقم الحدیث: 1834۔

38 ابن بطال، **شرح صحيح البخاري**، 7/546۔